نمبر ۹۱ | مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۴ شوال ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۹ جنوری بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت اللہ تعالے کے فضل سے گزشتہ دو روز تو اچھی رہی لیکن آج بوقت دو بجے بعد دوپہر حضور نے سینہ کے دائیں جانب اوپر کے حصہ میں سخت درد کی شکایت فرمائی۔ تکلیف اس قدر تھی کہ گویا خدانخواستہ پسلی شکستہ ہو گئی ہے۔ لیکن طبی معائنہ سے معلوم ہوا کہ ہڈی تو بفضل خدا شکستہ نہیں۔ مگر عید کے روز مصافحوں کی کثرت کی وجہ سے ہاتھ کی زیادہ حرکت کے باعث اسی حصہ کے عضلات اور پٹھوں کو ضرب پہونچنے سے تکلیف پیدا ہو گئی۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالے حضور کو صحت عطا فرمائے ؛

۲۴ جنوری جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی کوٹھی کی بنیاد محلہ دار الانوار میں اپنے دست مبارک سے رکھی۔ اور پانچ اینٹیں رکھنے کے بعد حاضرین سمیت دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر بہت سے احباب موجود تھے۔ حضور نے ازراہ نوازش زمین اپنے قصر کے قریب ہی جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کو عنایت فرمائی ہے ؛

۲۸ جنوری جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے نے اپنی نو تعمیر کوٹھی واقعہ محلہ دار الانوار میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کی بعد نماز مغرب دعوت کی۔ اور بھی بعض اصحاب مدعو تھے۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور نے حاضرین سمیت کوٹھی کے بابرکت ہونے کے متعلق دعا فرمائی ؛

قادیان میں شوال کا چاند ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء کو دیکھا گیا۔ اور عید الفطر ۳۰ جنوری کو ہوئی۔ نماز عید عید گاہ میں پڑھی گئی۔ جہاں مردوں عورتوں اور بچوں کا ۹ بجے تک عظیم الشان اجتماع ہو گیا۔ ملحقہ دیہات سے بھی بہت سے اصحاب نماز عید پڑھنے کے لئے آگئے تھے۔ ۹½ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے تشریف لائے نماز پڑھائی۔ بعد ازاں بجے خطبۂ عید شروع فرمایا جسمیں حضور نے عید کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ عید پر خوش ہونے کی کیا وجہ ہوتی ہے۔ یہ خطبہ انشاء اللہ جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی قریباً ایک گھنٹہ تک حضور نے خطبہ پڑھا بعد ازاں لمبی دعا فرمائی اور دوسرے خطبہ میں بھی چند کلمات جماعت کی روحانی تربیت کے متعلق فرمائے۔ نماز اور خطبہ کے بعد حضور نے تمام مردوں کو جن کی تعداد بفضل خدا کئی سو تھی۔ مصافحہ کا موقعہ عطا فرمایا ؛

۲۹ جنوری ۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے مردوں اور خواتین کو حضور کی نئی کوٹھی واقعہ محلہ دار الانوار میں عظیم الشان دعوت دی گئی۔ اندازہ ہے کہ اس دعوت میں آٹھ سو کے قریب مردوں اور خواتین نے شمولیت اختیار کی۔ خواتین کو بھی باقاعدہ دعوتی اطلاع بھیجی گئی تھی۔ اس رنگ میں غالباً یہ پہلی دعوت ہے جس میں اس قدر تعداد میں خواتین کو مدعو کیا گیا۔ کھانا جناب میر محمد اسحق صاحب ناظر ضیافت کے زیر اہتمام تیار ہوا۔ اور انہی کے زیر انتظام کھلایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ناسازی طبع کے باوجود شرکت اختیار فرمائی۔ اور کھانا کھانے کے بعد دعا کی ؛

اخبار احمدیہ

تعزیت

آل انڈیا احمدیہ ایسوسی ایشن حضرت مولانا عبدالماجد صاحب پروفیسر جوبلی کالج بھاگلپور کی اہلیہ کی وفات پر مولوی صاحب موصوف کے خاندان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے دعا کرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کا مقام و ماویٰ جنت عالیہ کرے۔ اور مرحومہ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ خاکسار سید عبدالمنعم سکرٹری آل انڈیا احمدیہ ایسوسی ایشن کٹک *

درخواست ہائے دعا

۱- بزرگوارم میاں محمد یوسف صاحب سپرنٹنڈنٹ پنجاب سول سکرٹریٹ بعارضہ کھانسی زکام دیر سے بیمار ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے بالالتزام دعا فرمائیں۔ خاکسار سید عطاء الرحمٰن بی اے لاہور *

۲- میری بیوی اور بچہ کے لئے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار اللہ رکھا لاہور

۳- میرا ایک بچہ چار ماہ سے بیمار ہے۔ اس کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔ خاکسار محمد اسمٰعیل [illegible] نوابی خاص *

۴- بندہ نے امسال بی اے کا امتحان دینا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ابراہیم از ننکانہ صاحب

۵- خاکسار کے کاروبار بہت درہم برہم ہو رہے ہیں۔ دعا فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ خاکسار شیر محمد خاں *

اعلان نکاح

۳۰ر دسمبر ۱۹۳۲ء کو میاں محمد یعقوب خان بہاول نگر کا نکاح چوہدری جمال الدین مرحوم کی لڑکی حشمت بی بی کے ساتھ بعوض پانصد روپیہ حق مہر سید فضل شاہ صاحب نے پڑھا۔ خاکسار اختر علی قادیان

ولادت

۱- اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے ہاں ۲۰ جنوری لڑکا پیدا ہوا ہے۔ نام سید ناصر احمد۔ احباب بچہ اور اس کی والدہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید ظہور احمد شاہ احمدی وٹرنری اسسٹنٹ (ڈنگہ)

۲- عاجز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ بندہ کے ہاں اولاد نرینہ نہیں۔ حضور نے دعا کی۔ خداوند کریم نے عاجز کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ مولود کو درازیٔ عمر عطا کرے۔ اور خادم دین بنائے۔ خاکسار

دعائے مغفرت

۱- میرا لڑکا عبدالعزیز چودہ سال کی عمر میں فوت ہو گیا ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار محمد یعقوب از عثمان آباد *

۲- ۱۶- جنوری ۱۹۳۳ء میری اہلیہ قادیان میں فوت ہو گئی۔ مرحومہ موصیہ اور مخلص احمدی تھی۔ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئی۔ مرحومہ کی یادگار دو بچے ہیں۔ احباب مرحومہ کے لئے دعا مغفرت فرمائیں۔ ہر دو بچے مرحومہ کی طرف سے خدمت دین کے لئے وقف شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم و تربیت کے بہتر سامان مہیا فرمائے۔ خاکسار عبدالغفور پوسٹ ماسٹر کاکول ضلع ہزارہ

۳- میرے والد صاحب ۱۵- جنوری فوت ہو گئے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار عبدالحق از گھٹیالیاں۔

۴- میرے خسر شیر زمان صاحب ۱۸- جنوری ۱۹۳۳ء فوت ہو گئے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ ایک فرزند نابالغ اور بیوی رہ گئی ہے۔ ان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ خاکسار رکن الدین از بانڈہ ضلع کوہاٹ۔

سماٹرا میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

جماعت احمدیہ سماٹرا نے یوم التبلیغ جس شان کے ساتھ منایا اس کی رپورٹ حال میں بزبان سماٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں پہونچی۔ ذیل میں اس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا" کس طرح پورا ہو رہا ہے *

جماعت احمدیہ پاڈانگ

حضور کے ارشاد کے ماتحت سماٹرا میں یوم التبلیغ منایا گیا۔ جماعت احمدیہ پاڈانگ نے مردوں کے اکتیس گروپ تین تین چار چار آدمیوں پر مشتمل بنائے جنہوں نے ۹۶ مقامات میں تبلیغ کی۔ اور قریباً آٹھ سو اشخاص کو فرداً فرداً پیغام حق پہونچایا۔ یوم التبلیغ کے سلسلہ میں ۱۴ ہزار اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اس دن قریباً ساٹھ سو میل مردوں نے خدا کی راہ میں سفر کیا۔ مبلغین جب اشتہار تقسیم کرتے۔ تو بعض لوگ غصے سے اشتہار پھاڑ دیتے۔ بعض نے استہزا کیا۔ اور بعض نے سنجیدگی سے دفتر تبلیغ میں آنے کا وعدہ کیا۔ بعض شہروں میں اشتہارات کی کمی کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے اشتہار کا مطالبہ باقی تھا۔ کیونکہ اشتہار ختم ہو چکے تھے۔

نیز پاڈانگ میں عورتوں کے چھ گروپ بنائے گئے۔ جن میں شامل ہونے والی مستورات کی مجموعی تعداد ۲۵-۳۰ تھی۔ اور گروپ لیڈر ان خواتین کو مقرر کیا گیا۔ جو اچھی طرح لیکچر دے سکتی تھیں۔ سب نے اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے ہاں جا کر تبلیغ کی *

جماعت احمدیہ فورڈ دی کوک

اس جماعت نے مردوں کے چھ گروپ بنائے جن میں کل پندرہ اشخاص تھے۔ ۳۵ گاؤں میں تبلیغ کی۔ ہر ایک گروپ نے کم از کم پندرہ میل سفر کیا۔ گویا مجموعی سفر ۲۲۵ میل کیا گیا۔

جماعت احمدیہ پاڈانگ پنجانگ

اس جماعت نے چار گروپ زیر اہتمام مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل بنائے۔ اور بڑے بڑے گورنمنٹ دفاتر...

"الفضل" ۱۹ر جنوری پڑھیئے

صفحہ ۱۰ پر ان خریداروں کے نام ہیں۔ جن کا چندہ ختم ہے۔ اور ہم وی۔ پی کرنے والے ہیں۔ مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیجدیں۔ تاکہ ۵ آنے کی بچت ہو جائے۔ ورنہ ۶ر فروری کو الفضل کا وی پی روانہ ہو گا۔ انکاری واپس کرنے والوں کے نام سے تا وصولی قیمت پرچہ امانت رہے گا۔ (مینیجر الفضل قادیان)

جلسہ سالانہ پر نظارۂ قادیان

مندرجۂ ذیل نظم جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر سید اختر احمد صاحب اورینوی طالب علم پٹنہ کالج نے پڑھی تھی:-

نظارہ قادیان کا راحت فزا ہے آج
ہر لب پہ جاری جوش میں حمد و ثنا ہے آج
[illegible] مرکز راہ ہدیٰ ہے آج
ہر ہر قدم پہ یاں تو برستی ہیں نعمتیں
پہلے حریم ناز میں جو جلوہ تھا نہاں
ساقی کا فیض عام ہے اے میکشو سنو!
ہے جوش انبساط کا ساغر بھرا ہوا
ساقی نے اپنے ہاتھ سے بانٹی شراب حسن
نظارۂ جمال سے ہر دل ہے باغ باغ
احمد کے چاند کی ہیں یہ سب ضوفشانیاں
ہر گوشے میں برستی ہیں دیکھو تجلیاں
جو جو مرادیں مانگو وہ سب ہی قبول ہوں

ہر کوچہ حبیب ہمیں دلربا ہے آج
ہر دل میں ورد کلمۂ صلی علیٰ ہے آج
قبلہ نہیں نہیں۔ یہ یہ قبلہ نما ہے آج
ہر ہر [illegible] ورثہ کبریا ہے آج
خوش ہو نیاز مندو کہ وہ برملا ہے آج
چھوٹے نہ کوئی اس کے لبوں پر صلا ہے آج
ہر احمدی ہاں عشق میں میکش بنا ہے آج
ہم کو بھی ناز بخت پہ کیا کیا ہوا ہے آج
ہے قدسیوں میں شور وہ جلوہ نما ہے آج
ہر دل فروغ نور کی دنیا بنا ہے آج
ہر ذرہ فیض حسن سے بدر الدجیٰ ہے آج
ڈوبی ہوئی اثر میں سراسر دعا ہے آج

اختر خدا کی شان کہ تم سا سیاہ روز
اس ماہِ نیم ماہ کا مہماں ہوا ہے آج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

مدراس کونسل میں اچھوتوں کے متعلق بل پیش کرنے کی اجازت دینے سے وائسرائے کا انکار

گاندھی جی کی فاقہ کشی کرنے کی بے معنی دھمکیاں

فاقہ کشی ملتوی کرنے کے متعلق گاندھی جی کا اعلان

گاندھی جی نے گورو دیور مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کے سلسلہ میں ۲ جنوری سے فاقہ کشی شروع کرنے کا جو اعلان کر رکھا تھا۔ اس پر عمل کرنے کا جب وقت قریب آیا۔ تو اس وجہ سے اسے ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔ کہ چونکہ مدراس کونسل میں ایک شخص مسٹر سبرائن مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے متعلق بل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس پر وائسرائے کی منظوری کے متعلق فیصلہ ۲۔ جنوری سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وائسرائے کے فیصلہ تک برت ملتوی کیا جاتا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں گاندھی جی نے جو اعلان شائع کیا اس میں لکھا:۔

"اس سرکاری اعلان کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مندروں میں ہری جنوں کے داخلہ کے متعلق مسٹر سبرائن مدراس کونسل میں جو بل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر وائسرائے کی منظوری ۱۵ جنوری سے پہلے حاصل نہیں ہو سکے گی۔ میں نے ۲۔ جنوری کو برت رکھنے کا جو اعلان کیا تھا۔ اسے غیر معین عرصہ تک ملتوی یا کم از کم اس بل کے متعلق وائسرائے کے فیصلہ تک ملتوی کرتا ہوں۔"

(پرتاپ یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

وائسرائے سے اجازت حاصل کرنے کے لئے جدوجہد

اس کے بعد وائسرائے سے منظوری حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ بڑے بڑے ہندو لیڈروں نے معروضات پیش کیں خود گاندھی جی نے کئی رنگ میں منظوری کی التجا کی۔ دوسری طرف دھمکیاں بھی دی گئیں۔ ملک میں شدید فسادات پھیل جانے کا خطرہ بتایا گیا۔ مگر یہ سب کچھ کرنے کے باوجود وائسرائے ہند نے مسٹر سبرائن کے بل کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔

گورنمنٹ کا اعلان

اس بارے میں جو سرکاری اعلان حال میں شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے:۔

"گورنمنٹ مدراس نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۸۰ (الف) ۳ کے ماتحت گورنر جنرل کے احکام حاصل کرنے کے لئے وہ بل بھیجے ہیں۔ جنہیں مدراس کونسل کے دو ممبر اس کونسل میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ یہ بل ایک مرکزی معاملہ کے متعلق ہیں۔ اس لئے انہیں گورنر جنرل کی منظوری کے بغیر پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ان بلوں کے پیش کرنے کا مدعا یہ ہے۔ کہ مندروں میں داخلہ کے سلسلہ میں ہندو فرقہ کی بعض جماعتوں پر جو پابندیاں۔ رسم یا رواج کی وجہ سے عائد کی گئی ہیں۔ وہ دور کی جائیں۔ ان میں جو سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا تمام ہندو فرقوں کے مذہبی اعتقادات اور رواجات پر اثر پڑتا ہے۔ اندریں حالات ان کا اثر تمام ہندوستان پر پڑتا ہے۔ اور انہیں صوبجاتی معاملہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ امر اس بات کے لئے کافی ہے۔ کہ صوبہ مدراس کے بہت سے مندر جن پر ان بلوں کا اثر پڑے گا۔ ایسے ہیں۔ جو نہ صرف مقامی اہمیت ہی رکھتے ہیں۔ بلکہ ایسے تیرتھ استھان ہیں۔ جن کی یاترا کے لئے ہندوستان کے تمام حصوں سے ہندو آتے ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر گورنر جنرل نے محتاط غور و خوض۔ اور تمام مقامی حکومتوں سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان بلوں کو مدراس کونسل میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔"

اسمبلی میں بل پیش کرنے کی مشروط اجازت

اس کے ساتھ ہی گو اسمبلی میں مسٹر رنگا آئر کے بل کو پیش ہونے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ مگر یہ کہہ دیا گیا ہے۔ کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اس بل کو وسیع پیمانہ پر مشتہر کیا جائے گا۔ نیز یہ بات صاف کر دی گئی ہے۔ کہ

"کسی صورت میں بھی خیال نہیں کیا جانا چاہیئے۔ کہ ان بلوں کو جنہیں منظوری کی ضرورت ہو۔ پیش کرنے کی منظوری دے کر گورنمنٹ اپنے آپ کو کسی صورت میں اس بات کا پابند قرار دیتی ہے۔ کہ وہ ان بلوں میں مندرجہ اصول کی حمایت کرتی ہے۔ یا انہیں تسلیم کرتی ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند کو بعد میں ان تجاویز کے سلسلہ میں ایسی کارروائی کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔ جو وہ حالات پر مکمل غور و خوض کرنے کے بعد ضروری خیال کرے۔"

(پرتاپ ۲۵۔ جنوری ۱۹۳۳ء)

گورنمنٹ کے اعلان کا مطلب

اس اعلان سے ظاہر ہے۔ کہ مدراس کونسل میں تو سرے سے بل پیش کرنے کی اجازت ہی نہیں دی گئی۔ اسمبلی میں دے دی گئی ہے۔ لیکن حکومت نے یہ حق محفوظ رکھ لیا ہے۔ کہ اگر اسمبلی میں اس قسم کا بل پاس بھی ہو جائے۔ تو یہ ضروری نہ ہوگا۔ کہ حکومت بھی اسے منظور کر لے۔ حکومت حالات پر غور و خوض کرنے کے بعد جو بات مناسب سمجھیگی۔ وہ کرے گی۔

گویا جس بناء پر گاندھی جی نے فاقہ کشی ملتوی کی تھی۔ یعنی مدراس کونسل میں ڈاکٹر سبرائن کے بل پیش ہونے کی امید۔ اسے وائسرائے نے کلیۃً مٹا دیا۔ اور اسمبلی میں بل پیش ہونے کی اجازت کے ساتھ ایسی تشریح لگا دی جس سے یہ توقع رکھنا ناممکن ہے۔ کہ اسمبلی میں پیش ہونے والا بل ضرور پاس ہو جائے گا۔ اور اگر پاس بھی ہو جائے تو ضروری نہیں۔ کہ حکومت اسے نافذ بھی کر دے۔ اور جیسا کہ اب مدراس کونسل میں بل پیش کرنے کی اجازت نہ دینے کے متعلق کہا جا رہا ہے۔ کہ اس میں قدامت پسند ہندوؤں کے مذہبی جذبات و احساسات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اسمبلی میں بل پاس ہو جانے کے بعد حالات اس وقت سے بھی زیادہ نزاکت اختیار کر چکے ہوں۔ اس لئے حکومت اپنے خاص اختیار سے اس بل کو مسترد کر دے۔

وائسرائے نے کیوں اجازت نہ دی

خود گاندھی جی اور ان کے حامیوں نے وائسرائے کے انکار کی وجہ سناتنی ہندوؤں کی مخالفت قرار دی ہے۔ اسی لئے گاندھی جی نے اپنے بیان میں حکومت کے خلاف اتنا غم و غصہ کا اظہار نہیں کیا جتنا سناتنی ہندوؤں کے متعلق۔ اور انہیں یہ کہکر مرعوب کرنا چاہا ہے۔ کہ

"خواہ سناتنی کچھ بھی فیصلہ کیوں نہ کریں۔ گورو دیور سے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کی جو تحریک شروع ہوئی ہے۔ وہ اب دُور تک جنوب اور شمال میں ہر دوار تک پہونچ چکی ہے۔ میرا برت اب صرف گورو دیور پر ہی انحصار نہیں رکھتا۔ بلکہ تمام ہندوستان کے مندروں پر حاوی ہو گیا ہے۔" (پرتاپ ۲۶ جنوری)

ادھر ہندو پریس یہ کہہ رہا ہے۔ کہ:۔

"اگر مدراس کونسل میں بل پیش کرنے کی اجازت دیجاتی تو یہ خیال تھا۔ کہ ہندوؤں کا قدامت پسند طبقہ ناراض ہو جائیگا۔ اور ان دنوں میں جبکہ گورنمنٹ کو ایک ایک شخص کی خوشنودی۔ اور ہمدردی درکار ہے۔ کروڑوں لوگوں کا بگڑ جانا اس کے لئے معنی رکھتا ہے۔" (پرتاپ ۲۶ جنوری)

ہندوؤں کے نزدیک اجازت کی کوئی حقیقت نہیں

جب ان حالات میں مدراس کونسل میں بل پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تو اسمبلی کے متعلق جو اجازت دی گئی ہے ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی حالات ہیں۔ اور ممکن ہے۔ ان سے بدتر حالات پیدا ہو جائیں۔ ان میں وہ اجازت بالکل بے کار ثابت ہو گی۔ اور حکومت بل کی منظوری دینے سے انکار کر دے گی۔

یہی وجوہات ہیں۔ جن کی بنا پر خود ہندوؤں کے نزدیک اس اجازت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ چنانچہ "ملاپ" ۲۶ جنوری کو لکھتا ہے:۔

"یہ ٹالنے کی باتیں ہیں۔ چھوت چھات کو دور کرنے میں امداد دینے کی باتیں نہیں۔ اس لئے جن لوگوں کو لارڈ ولنگڈن کی نہ اور ہاں دو مختلف چیزیں نظر آتی ہیں۔ انہیں اس انکار اور اجازت سے دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ در اصل دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ صرف صورتیں مختلف ہیں۔ دونوں کی روح ایک ہی ہے۔ چاہے قالب دو نظر آتے ہیں۔ یہ ہندوستان کے سب اصلاح پسند شخص ہاں ہر وہ شخص جسے نیچے گرے ہوئے لوگوں سے پریم ہے۔ اور جو ان کے اٹھانے کے لئے ہر جائز طریقہ استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ وائسرائے کے اس انکار سے انتہائی رنج۔ اور دکھ ہو گا۔ اور وہ محسوس کریں گے۔ کہ اسمبلی میں بل پیش کرنے والی ہاں بھی کوئی زیادہ حوصلہ افزا نہیں ہے۔ اور وہ نہ نہیں۔ تو ہاں بھی نہیں ہے۔"

گویا معاملہ بالکل صاف ہے۔ مدراس کونسل کے متعلق تو گاندھی جی کی امید کے خاتمہ میں کوئی کسر ہی باقی نہیں رہ گئی۔ اور اسمبلی میں اجازت بھی نہ ہونے کے ہی برابر ہے۔

وائسرائے کے انکار پر گاندھی جی کا اعلان

ایسی حالت میں گاندھی جی کو کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے یہ معلوم کرنے کے لئے ہم نے ان کا تازہ بیان پڑھا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ سوائے ان دھمکیوں کے جو حکومت۔ اور راسخ الاعتقاد ہندوؤں کو دی گئی ہیں۔ اور کوئی بات نظر نہ آئی آج کل گاندھی جی کے ہاتھ میں سب سے بڑا حربہ فاقہ کشی ہی ہے لیکن ہمیں سخت حیرت ہوئی۔ جب اس حربہ کے استعمال کے متعلق بھی ان کے محض دعوے ہی دعوے دیکھے۔ حالانکہ فاقہ کشی کو ملتوی کرتے ہوئے انہوں نے جو اعلان کیا تھا۔ اس کی رُو سے بھی ان کے لئے سوائے فاقہ کشی شروع کر دینے کے کوئی چارہ نہ تھا۔

یوں تو گاندھی جی نے وائسرائے کے انکار کو "ہندو ازم کو چیلنج" قرار دیا ہے۔ ذاتی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہدیا۔ کہ "اگر وائسرائے اجازت دے دیتے۔ تو گورو وایور کے معاملہ میں برت رکھنے کی مجھے ہرگز ضرورت محسوس نہ ہوتی۔" وائسرائے کے انکار میں انہیں "پرماتما کا ہاتھ" بھی کام کرتا نظر آیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی محسوس کیا ہے۔ کہ "پرماتما میری ہر طرح سے آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ واقعی چاہتا ہے۔ تو اسے مجھے کافی بل دینا ہوگا۔" اور بھی بہت کچھ کہا ہے۔ لیکن عملی پہلو کی طرف آنے کے متعلق صرف یہ کہا ہے۔ کہ تمام ہندوؤں کو اس ریزولیوشن کو منظور کرنا چاہیئے۔ جو پنڈت مالویہ کی زیر صدارت کانفرنس میں پاس کیا گیا تھا۔ اور جس میں اچھوتوں کو کنوؤں۔ سکولوں اور سڑکوں کے استعمال کی اجازت دینے کا ذکر ہے۔ اور خاتمہ پر اپنے متعلق صرف یہ کہنا کافی سمجھا ہے۔ کہ

"اگر سالہا سال کے پروپیگنڈا سے ہندوؤں کو اچھوت پن کی برائی کا احساس نہیں ہوا۔ تو مزید عام پروپیگنڈا سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ پہلے ہو چکا ہے۔ اسے تپسیا کے پراپیگنڈا کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ان کے لئے ایسے آدمی کے برت کی ضرورت ہو۔ جس نے اپنے آپ کو ان سے وابستہ کر لیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ایسا ہی ہو گا۔ ہندو اچھوت پن کو دور کریں۔ یا اپنے درمیان سے مجھے دور کریں۔" (ملاپ ۲۶ جنوری)

گاندھی جی کا اگر۔ مگر۔

اس کے متعلق گزارش یہ ہے۔ کہ جب گاندھی جی پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ سالہا سال کے پراپیگنڈا سے ہندوؤں کو اچھوت پن کی برائی کا احساس نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ ہو گا۔ تو پھر تپسیا کے متعلق اگر۔ مگر لگانے کا کونسا موقعہ ہے۔ ہندوؤں نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ اچھوتوں کے متعلق اس تبدیلی کو منظور کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ جو گاندھی جی چاہتے ہیں۔ اس صورت میں گاندھی جی اپنے اوپر خود جو فرض عائد کرتے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ یعنی فاقہ کشی کر کے جان دے دینا۔ لیکن کس قدر حیرت ہے۔ کہ اسے عملی شکل دینے کی بجائے الفاظ کی بھول بھلیوں میں گم کر دیتے ہیں۔ اس کا مطلب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ گاندھی جی محض دھمکیوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے تمام دعووں کو پس پشت ڈال کر جب ان کی تپسیا کا وقت قریب آتا ہے۔ اسے ٹال دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

گاندھی جی سے گزارش

ہمارے نزدیک خود اختیاری فاقہ کشی کے ذریعہ ہلاکت بہت بڑا گناہ ہے۔ اور انسان کی کم ہمتی۔ بلکہ خدا سے ناشکری کی بہت بڑی علامت۔ اس لئے ہم قطعاً پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی شخص اس کا مرتکب ہو۔ خواہ وہ گاندھی جی ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن گاندھی جی سے ہم یہ گزارش کرنے سے رُک نہیں سکتے۔ کہ اگر ان میں اس قسم کی فاقہ کشی کرنے کی ہمت نہیں۔ تو بار بار اس کی دھمکیاں کیوں دیتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے وہ اپنے مذہب کی رُو سے نہایت مقدس اور مؤثر چیز بتاتے ہیں۔ اور دوسری طرف جب وقت آتا ہے۔ تو اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طریق عمل کی معقولیت کسی سمجھدار انسان کی سمجھ میں کیونکر آسکتی ہے۔

گاندھی جی کے متعلق ڈاکٹر امبیدکر کی رائے

گزشتہ پرچہ میں ہم نے لکھا تھا۔ کہ "وائسرائے ہند نے راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے مذہبی جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہوئے مدراس کونسل میں بل پیش کرنے کی اجازت نہ دے کر بڑی دُور اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ گو اس طرح گاندھی جی کو ان کے اعلانات کی وجہ سے مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ لیکن وہ اپنی جان کے دشمن نہیں۔ جہاں تک ان سے ہو سکے گا۔ کوئی نہ کوئی رستہ فاقہ کشی سے بچنے کا نکالنے کی کوشش کریں گے۔"

ہماری اس رائے کی خود گاندھی جی نے اپنے اعلان کے ذریعہ حرف بحرف تصدیق کر دی ہے۔ جیسا کہ تفصیل سے اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ گاندھی جی کی فاقہ کشی کی دھمکی ہر اس شخص پر اپنی اصلیت ظاہر کر چکی ہے جو اس کے متعلق غور کرے۔ اور خاص کر اچھوت اس کے متعلق صحیح نتیجہ پر پہونچ چکے ہیں۔

چنانچہ ڈاکٹر امبیدکر نے اپنے ایک تازہ بیان میں کہا:۔

"اگرچہ میں اس خیال کا موید ہوں۔ کہ گاندھی جی داخلہ مناور کے متعلق مسئلہ کے لئے اپنی جان خطرہ میں نہ ڈالیں گے۔ بایں ہمہ میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ کہ مسٹر رنگا آئر اور ڈاکٹر سبھرائن کے مسودات قانون کو اسمبلی۔ اور مدراس کونسل میں پیش ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔"

جب سب سے بڑے اچھوت لیڈر پر بھی واضح ہو چکا ہے۔ کہ اچھوتوں کی خاطر گاندھی جی کوئی خطرہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ادھر ہندو کنت اندرونی کشیدگی کا شکار ہو رہے ہیں۔ تو کیا مناسب نہیں۔ کہ گاندھی جی اچھوتوں کے متعلق کوئی اور مفید و مؤثر قدم اٹھائیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ گاندھی جی نے سیاسیات کے خار دار میدان سے بچنے کے لئے ایک نیا مشغلہ اختیار کیا تھا۔ لیکن وہ بھی ان کے لئے کوئی خوشگوار ثابت نہیں ہو رہا۔ اس کے خطرات میدان سیاست کی مشکلات سے بھی بڑھ کر ہیں۔ سیاست میں عوام کی ہمدردی تو حاصل تھی۔ لیکن موجودہ طریق عمل میں ہندوؤں کی اکثریت گاندھی جی سے کنت کبیدہ خاطر ہو رہی ہے۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

بوقت ظہر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اڑھائی بجے کے قریب نماز ظہر پڑھانیکے بعد سنتیں مسجد میں ہی پڑھیں۔ اس کے بعد جب حضور خدام کی دو رویہ قطار میں سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھانے والے اصحاب سے مصافحہ کرتے ہوئے گزر رہے تھے۔ تو ایک رقعہ جو کسی صاحب نے دیا نیچے گر گیا۔ مگر قبل اس کے کہ قریب کے اصحاب جو رقعہ اٹھانے کے لئے نیچے جھکے تھے اٹھا کر دیتے حضور نے خود جھک کر اٹھا لیا۔

ایک دلکش بات بظاہر یہ بالکل معمولی بات ہے۔ لیکن اہل ذوق کے لئے اس کے کئی پہلو نہایت ہی دلکش ہیں۔ اور اس میں سیرت انسانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ نظر آتا ہے۔ دو چار انچ کا پرزہ کاغذ جو چلتے چلتے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ میں کسی نے دیا۔ سطحی طور پر دیکھنے والے کے نزدیک کوئی خاص وقعت نہیں رکھتا۔ اور خیال ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہر موقعہ پر دن میں اس قسم کے بیسیوں رقعے حضور کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تو حضور کے نزدیک بھی اس قسم کے رقعے معمولی حیثیت ہی رکھتے ہوں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت کے ہر فرد کو اور ہر اس شخص کو جو حضورؔ کی خدمت میں کوئی التجا لے کر حاضر ہو۔ آپ ایک ہی نظر سے دیکھتے۔ اور اس کی معروضات ایسے ہی غور اور توجہ سے سنتے ہیں۔ جیسا کہ کسی عزیز سے عزیز کی سنی جاتی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک رقعہ خواہ کتنے ہی چھوٹے اور کیسے ہی بدرنگ کاغذ پر لکھا ہوا ہو۔ اور کتنا ہی بدخط ہو۔ حضور اسے وہی حیثیت دیتے ہیں۔ جو کسی عزیز رشتہ دار کے اہم اور ضروری خط کو دی جاتی ہے۔

اس کا ثبوت اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ حضور خدام سے جو دو رویہ کھڑے ہیں۔ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہوئے گزر رہے ہیں۔ اسی دوران میں جو اصحاب چھوٹے چھوٹے رقعے دیتے جاتے ہیں۔ دوسرے ہاتھ میں انہیں سنبھالے ہوئے ہیں۔ کہ ایک رقعہ گر پڑتا ہے۔ اس پر جسطرح کوئی نہایت قیمتی چیز گر پڑتی ہے۔ ایک سیکنڈ کا بھی توقف کئے بغیر اور یہ انتظار کئے بغیر کہ کوئی اس کاغذ کا وہ پرزہ اٹھا کر دیدے۔ معاً حضور خود جھکتے ہیں اور قبل اس کے کہ ان خدام کو جو حضور کے دونوں طرف پہلو بہ پہلو کھڑے تھے۔ اور کاغذ گرتے ہی اسے اٹھا لینے کے لئے فوراً نیچے جھکے تھے۔ اس کاغذ کو اٹھانے کا موقعہ ملتا حضور کا اپنا ہاتھ اس تک پہنچ گیا۔ اور حضور نے اسے اٹھا لیا۔

نماز عصر

ساڑھے چار بجے حضور نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد پانچ بجے تک مسجد میں رونق افروز رہے۔ ایک صاحب سے اُن کے ذاتی معاملات کے متعلق گفتگو فرمائی۔

دار البیعت لدھیانہ کی تعمیر سید عبد الوحید صاحب آف سنوری نے حضور کی خدمت میں دار البیعت لدھیانہ کی تعمیر کا نقشہ پیش کیا۔ اس پر فرمایا۔ یہ نقشہ متعلقہ دفتر والوں کو غور کرنیکے لئے دیا جائے۔ نیز فرمایا۔ یہ کام بہت جلدی ہونا چاہیئے تھا۔ اسے بہت دیر ہو گئی ہے۔

رادھا سوامی فرقہ کے متعلق گفتگو حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ رادھا سوامیوں کے لیڈر "صاحب جی" نے اپنے اخبار "پریم پرچارک" (۱۲ دسمبر) میں حضور کے متعلق بیان کیا ہے۔ کہ ایک شخص جس نے رادھا سوامی ست سنگ میں شریک ہونیکے متعلق پوچھا تھا۔ اسے آپ نے ارقام فرمایا تھا۔ کہ رادھا سوامی ست سنگ میں روحانیت خاک نہیں ہے۔ اور پھر سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے لئے چندہ کی ایک تحریک کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہر جماعت کا بزرگ اپنی ضروریات کو سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ اور اسے پورا اختیار ہے۔ کہ جن الفاظ میں مناسب سمجھے اپنے پیروان کو ہدایت کرے۔ باہر کے آدمی کو دخل دینے کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ سوال صرف اس قدر ہے۔ کہ آیا ست سنگ میں چندہ کا رواج ہونے کی ہی وجہ سے تو یہ خیال نہیں بنا لیا گیا۔ کہ ست سنگ میں روحانیت خاک نہیں ہے"۔ حضور نے فرمایا رادھا سوامیوں میں شرکت کے لئے پوچھنے والے مولوی علم دین صاحب تھے۔ نی الواقعہ رادھا سوامیوں کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ روحانیت کی تعریف تو پیش کریں۔ ان لوگوں کو ان کے کاروبار کے لحاظ سے انڈسٹریز کمپنی تو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن روحانیت کے متعلق ان کا دعویٰ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ایک موچی یہ دعوےٰ کرے۔ کہ اسے روحانیت میں دسترس ہے۔ باقی رہا ضروریات سلسلہ کے لئے چندہ طلب کرنا۔ یہ ہم اپنے لئے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے لئے لیتے ہیں۔ اور خدا کے دین کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس میں حرج کی کونسی بات ہے۔ رادھا سوامی بھی تو چندہ لیتے ہیں۔ البتہ ان کا چندہ مانگنے کا طریق اور ہے۔ وہ ایسی صورت بناتے ہیں۔ کہ لوگ انکو چندہ دیں۔ جیسا کہ ولایت میں چونکہ بھیک مانگنا قانوناً جرم ہے۔ اس لئے بھیک مانگنے والے سوال تو نہیں کرتے۔ لیکن ایسا طریق اختیار کرتے ہیں جس سے مقصد مانگنا ہی ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کے پاس جا کر باجا بجاتے اور پھر خاموش کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے انکی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ کچھ حاصل کریں۔ رادھا سوامی مختلف قسم کی صنعتی چیزیں بنا کر پیش کرتے۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ملکی صنعت و حرفت کو ترقی دینے اور بے کاروں کیلئے کام مہیا کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔ اسطرح ایک تو عام طور پر بازار کی نسبت چیزوں کی گراں قیمت وصول کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں سے امدادی رقوم حاصل کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا جب لاہور میں ان کی طرف سے مختلف اقسام کی چیزوں کی نمائش ہوئی تھی۔ تو مجھ سے بھی اسے دیکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ وہاں جانے والوں کے لئے انہوں نے چائے وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ میں اس میں تو شریک نہ ہوا تھا۔ بلکہ ایک بکس بازار کی نسبت بہت گراں قیمت پر اس لئے خرید لیا تھا۔ کہ ان کے ہاں کچھ غرباء اور بیکار لوگوں کی پرورش ہوتی ہے۔ اس وقت میں نے منتظم سے پوچھا تھا۔ کہ کیا آپکے اخراجات چیزوں کی فروخت سے پورے ہو جاتے ہیں۔ تو اس نے بتایا تھا۔ اسطرح تو گھاٹا رہتا ہے البتہ امدادی رقوم مل جاتی ہیں۔ اس طرح کام چل رہا ہے۔ پس چندہ تو وہ بھی مانگتے ہیں۔ صرف ان کے مانگنے کا طریق اور ہے۔

چندہ کی بجائے بھینٹ لطف یہ ہے کہ "رادھا سوامی صاحب جی مہاراج" نے لکھا تھا "ست سنگ میں چندہ کا رواج قطعی نہیں ہے کسی کی مرضی ہو روپیہ دے نہ ہو نہ دے" اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ ست سنگ میں کسی سے چندہ مانگا نہیں جاتا لیکن انکے اخبار کے دوسرے ہی ہفتہ کے پرچہ یعنی ۱۹ دسمبر کے اشو میں نہال چند گدول بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سکرٹری رادھا سوامی ست سنگ سبھا" کی طرف سے یہ اعلان درج تھا۔ کہ "بھنڈارہ سالانہ پرم پُرش پورن دھنی حضور صاحب کا ۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء کو بروز منگل دیال باغ میں ہوگا مہربانی کر کے اپنے قریب پاس کے ست سنگی بھائیوں کو بھی اس کی اطلاع دیدیں۔ بھینٹ بھنڈارہ دیال باغ (آگرہ) کے پتہ پر بھیجنی چاہیئے"۔ گویا ست سنگیوں سے بھینٹ بھنڈارہ طلب کی گئی ہے۔ اب سوال صرف اسقدر ہے۔ آیا چندہ کا نام بھینٹ رکھ لینے کی ہی وجہ سے تو یہ خیال نہیں فرما لیا گیا۔ کہ "ست سنگ میں چندہ کا رواج قطعی نہیں ہے"

۲۴ جنوری ۱۹۳۳ء

بوقت ظہر

اڑھائی بجے کے قریب حضور نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور پھر سنتیں پڑھ کر اس انتظار میں ٹھہر گئے۔ کہ نماز پڑھنے والے اصحاب نماز پڑھ کر فارغ ہوں تا کہ گذرنے کے لئے راستہ بن جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی نے عرض کیا راستہ ہو گیا ہے۔ اس پر حضور جب آگے تشریف لائے۔ تو دیکھا۔ کہ چند ایک نماز پڑھنے والے اصحاب کے درمیان سے راستہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ دیکھ کر فرمایا۔ میں آرام سے کھڑا تھا۔ نماز پڑھنے والوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اسی جگہ ٹھہر گئے۔ جب نماز پڑھنے والے فارغ ہوئے تو آگے گزرے

بوقت عصر

زنگ آلود دل ایک صاحب نے عرض کیا۔ ایک مقام کے غیر احمدیوں نے صاحبزادہ

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سرورکائناتؐ کی بشارات

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ؎ عیسٰی کجاست تا بنہد پا بہ منبرم (حضرت مسیح موعودؑ)

انسانی راہ نمائی کے متعلق سنت اللہ

اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کی راہ نمائی اور اس کی عاقبت کی فلاح و بہبود کے لئے دنیا میں اس قسم کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ کہ اگر انسان ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا قرب اور اس کی رضا کا مقام حاصل کرنے سے محروم رہے۔ مگر اپنی غفلت اور نادانی سے بدقسمت انسان اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ ذرائع سے جب فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ تو ہدایت سے محروم رہ کر ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں گر پڑتا ہے۔ شروع سے اللہ تعالےٰ کی یہ سنت چلی آئی ہے۔ کہ جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے۔ کفر و شیطنت ایمان اور معرفت پر محیط ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کسی نبی یا رسول کو مبعوث کرتا ہے۔

سلسلہ نبوت کے متعلق آج کل کے مسلمانوں کا عقیدہ

اس سلسلہ رشد و ہدایت کے متعلق عام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تو اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے نبی بھیجتا رہا ۔ بلکہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک وقت میں کئی انبیاء دنیا میں موجود تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنی اس رحمت کا دروازہ بند کر دیا۔ اور مخلوق کو ضلالت کے لئے چھوڑ دیا۔

خلاف عقل عقیدہ

عقلاً اس امتناع کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اب گمراہی اور ضلالت مٹ گئی۔ اور چونکہ ضرورت باقی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے سلسلہ رسل کو بھی منقطع کر دیا۔ دوسری یہ کہ گمراہی تو رہے گی۔ مگر اللہ تعالےٰ اب اس امت محمدیہ کو اس قابل نہیں سمجھتا۔ کہ اس میں سے رسول مبعوث کرے۔ یہ دونوں وجوہات باطل ہیں۔ دنیا میں گمراہی موجود ہے۔ بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ جبکہ سخت گمراہی پھیل جائیگی دوسری طرف امت محمدیہ کو خود خدا تعالےٰ نے خیر امۃ کا خطاب دے چکا ہے۔

انبیاء کا میثاق

غرض اللہ تعالےٰ بنی نوع انسان کی راہ نمائی کے لئے رسول مبعوث کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا سلسلہ ہے۔ کہ ایک نبی اپنے بعد آنے والے دوسرے نبی کے متعلق خبر دیتا چلا آیا ہے۔ ایک نبی کے ذریعہ تبلادیا جاتا ہے۔ کہ بعد میں آنے والے نبی کو شناخت کرنے کی کیا علامات ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ نے اس امر کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے۔ واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (آل عمران ع ۹) اللہ تعالےٰ نے انبیاء سے عہد لیا۔ کہ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے۔ لیکن جو تمہارے بعد رسول آنے والے ہیں۔ ان پر ایمان لا کر ان کی مدد کرنا اس ایمان کا مفہوم یہی ہے۔ کہ پیش از وقت ایک نبی دوسرے نبی کی آمد کے متعلق پیشگوئی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اس نبی پر ایمان لا کر اپنے ماننے والوں کو اسکی اتباع کا حکم دے جاتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد

یہ عہد جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء سابقین سے لیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی لیا۔ چنانچہ فرمایا۔ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم و موسٰی وعیسٰی ابن مریم (احزاب ع ۱) یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھ سے بھی عہد لیا۔ جیسا کہ ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے لیا۔

سرورکائناتؐ کی پیشگوئیاں

اس آیت کی رو سے ضروری تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بعد آنے والے نبی کی خبر دیتے اور تبلاتے کہ امت پر اس کی اتباع فرض ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میثاق کے نتیجہ کے طور پر جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجودہ زمانہ میں مبعوث ہوا۔ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور آپکی صداقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات سے ثابت ہے

نزول ابن مریم کی خبر

احادیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً وامامکم منکم ایک زمانہ امت محمدیہ پر ایسا آئے گا۔ جب اس میں ابن مریم مبعوث ہوگا۔ مسیح ابن مریم تو قرآن مجید کی آیات کے رو سے وفات پا چکے پس ابن مریم سے مراد از گذشتہ مسیح کا بروز اور مثیل ہی ہو سکتا ہے پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں یہ خبر دی کہ میرے بعد جو شخص آئے گا۔ وہ مسیح ہونے کا دعوےٰ کریگا۔ پھر یہ بھی تبا دیا۔ کہ وہ نبی ہوگا۔ کیونکہ ابن مریم نبی تھے۔ پھر اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ مستقل شرعی نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ امت محمدیہ میں سے بروزی اور ظلی رنگ میں یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل متابعت کے طفیل مقام نبوت پر سرفراز کیا جائیگا۔ اس کا ثبوت امامکم منکم سے ملتا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسے وقت میں مبعوث ہوگا۔ جب مذہبی جنگ زوروں پر ہوگی۔ ایک طرف تو غیر مذاہب والے اسلام پر حملہ آور ہوں گے۔ اور دوسری طرف اسلام میں اندرونی طور پر مختلف جھگڑے پیدا ہو چکے ہوں گے۔ ان حالات میں مسیح حکم عدل بنکر آئے گا۔ اسلام کی صداقت ثابت کریگا۔ اور مسلمانوں کے اندرونی اختلاف کو دور کریگا۔

فارسی النسل موعود کا ظہور

ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس (بخاری و مسلم) یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائیگا۔ تو فارسی النسل انسان اسے واپس لائیگا۔ اس حدیث میں آپنے زمانہ کی حالت تبلاتے ہوئے مسیح موعود کے فارسی الاصل ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

رمضان میں کسوف و خسوف

تیسری حدیث میں فرمایا۔ ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض۔ ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ (دار قطنی) یعنے ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں۔ کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے اس قسم کے نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ وہ نشان یہ ہیں کہ چاند کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات اور سورج کو اس کی گرہن کی راتوں میں سے درمیانی رات گرہن لگیگا۔ یہ گرہن رمضان میں لگیگا۔ اس حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کا دوسرا منصب مہدی ہونا بھی بیان فرمایا۔ اور پھر علامت تبلا دی۔ کہ اس کے زمانہ میں آسمان پر نیر اللیل اور نیر النھار منکسف ہو جائینگے

عیسویت کا ابطال

ایک اور حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یکسر الصلیب فرما کر یہ حقیقت تبائی۔ کہ مسیح موعود عقائد عیسویت کا ابطال کریں گے شارحین نے بھی لکھا ہے۔ کہ یرید ابطالاً لشریعۃ النصاریٰ (مجمع البحار) کہ آپ نصاریٰ کے عقائد باطل ثابت کریں گے۔

مسیح موعود کا حلیہ

آپنے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ مسیح موعود کا حلیہ بھی تبا دیا چنانچہ فرمایا۔ واذا رجل اٰدم کاحسن ما یریٰ من اٰدم الرجال (بخاری) کہ مسیح موعود گندم گوں۔ آدمیوں میں سے خوبصورت گندمی رنگ رکھتا ہوگا مسیح ناصری کا حلیہ آپنے اور تبایا۔ اور ان کا رنگ سرخ ظاہر کیا ہے۔

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق اخبار "ملاپ" کے دو نوٹ

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب گول میز کانفرنس میں شمولیت کے بعد ۲۲ جنوری کو جب سیدھے قادیان آئے۔ اور پھر قادیان سے اسی دن رات کی گاڑی سے لاہور تشریف لے گئے۔ تو مسلمانوں کے ایک مجمع نے جس میں پنجاب کے نہایت معزز اور سرکردہ اصحاب شامل تھے سٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ اس کے متعلق مختصر سی اطلاع ایک گزشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ اس موقعہ کی جو کیفیت اخبار "ملاپ" کے ایڈیٹوریل سٹاف کے ایک رکن نے لکھی۔ اور ۲۵ جنوری کے پرچہ میں شائع کی ہے۔ وہ اور اسی سلسلہ میں "ملاپ" کے مالک لالہ خوشحال چند صاحب نے اپنے نام سے جو نوٹ ۲۶ جنوری کے پرچہ میں شائع کیا ہے۔ اسے درج ذیل کیا جاتا ہے ؛ (ایڈیٹر)

(۱)

"پلیٹ فارم ۹ نمبر پر ایک اور ہی نقشہ نظر آیا۔ جدھر ہی دیکھو۔ ترکی ٹوپیوں والے ہار ہاتھوں میں لئے پھر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک سانولی صورت لمبا چوڑا شخص ایک لبادہ پہنے نظر آیا۔ صحیح طور پر کہا جائے۔ تو یہ کہنا ہوگا۔ کہ شوخ رنگ کا ایک لبادہ چلتا پھرتا نظر آتا تھا۔ نزدیک پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ پنجاب کونسل کے جلیل القدر صدر چودھری سر شہاب الدین چلے آ رہے ہیں۔ چند منٹ کے بعد فاصلہ پر ایک اور صاحب نظر پڑے۔ غبی سمجھا شاہ ایڈورڈ ہفتم نے دوبارہ جنم لے لیا ہے۔ اور نیا سبھی غلام آباد ہندوستان آئے ہیں۔ لیکن یہاں بھی دھوکا ہوا۔ لاہور ہائی کورٹ کے جج سر عبد القادر تھے۔ اتنے میں نہایت اعلیٰ قسم کا تمباکو سلگنے کی خوشبو آئی۔ مونہہ پھیر کر دیکھا۔ تو سامنے ایک وجیہہ جوان چلے آ رہے تھے۔ سر پہ زرکار کلاہ جس پر ایک سفید ململ کی پگڑی۔ لیکن اس پر ایک امتیازی طرہ عنفوان جوانی میں متانت پیدا کر رہا تھا۔ پاؤں میں پیٹنٹ لیدر کی بڑھیا پمپ شو۔ اور بدن پر ایک چسٹر جس کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ سمجھا کوئی بگڑے رئیس آئے ہیں۔ لیکن ایک منٹ کے اندر اندر ہی نووارد کے ارد گرد ایک ہجوم ہو گیا۔ آپ سب سے مصافحہ کرتے جاتے۔ اور مسکراتے جاتے تھے۔ قریب پہنچ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ نووارد حضرت سردار سکندر حیات خان ریونیو ممبر گورنمنٹ پنجاب ہیں۔ وہی سکندر حیات خان صاحب جو حال ہی میں قائم مقام گورنر رہ چکے ہیں۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ سردار سکندر حیات اور یہ سادگی اور بے تکلفی۔ ہر کہ و مہ سے اس طرح مصافحہ کر رہے ہیں۔ گویا ساری عمر کسی بڑے عہدہ کی جھلک نہیں دیکھی۔ چہ جائیکہ گورنری کی گدی پر براجمان رہے ہوں۔ مجھے معاً اپنی قوم کے بڑے آدمیوں کا خیال آگیا۔ ان سے ملنا کتنا دشوار ہے۔ اور پھر ملکر طبیعت پر کتنا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ کیا ہندو بھی کبھی اس اخلاص کا نمونہ پیش کر سکیں گے۔ جو مسلمانوں کی ایک قومی خصوصیت ہے ؛

یہ سب صاحبان چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے استقبال کے لئے جمع ہوئے تھے۔ چودھری صاحب لنڈن سے آ رہے تھے۔ مگر گاڑی گورداسپور سے آ رہی تھی۔ حیرت ہوئی۔ کہ آخر گورداسپور کی گاڑی میں آنے کا کیا مطلب ؟ معلوم ہوا۔ کہ آپ پنجاب میں قدم رکھنے کے بعد اپنے خویش و اقارب کو ملنے سے پہلے اپنے پیر و مرشد خلیفہ قادیان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے قادیان تشریف لے گئے تھے۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ کہ چودھری صاحب احمدی ہیں۔ یا حنفی یا وہابی۔ اس کے سامنے تو صرف ایک سوال تھا۔ اور وہ یہ کہ مسلمان اپنے مذہب کا کتنا پابند ہے۔ بخلاف اس کے پڑھے لکھے ہندو نوجوان مذہب کا مذاق اڑانا سب سے بڑی سعادت خیال کرتے ہیں ؛

(۲)

جو ہندو لیڈر شکایت کرتے ہیں۔ کہ ان کی بات سننے والا کوئی نہیں۔ گورنمنٹ کے ہاں ان کی سنی نہیں جاتی۔ اور ہندو پبلک ان کی آواز پر عمل نہیں کرتی۔ انہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی تہ میں کونسی وجوہات کام کر رہی ہیں۔ دوسری باتوں کے علاوہ ایک بات جو ہندو لیڈروں کو کمزور بنا رہی ہے۔ وہ دھارمک پہلو میں ان کی لاپرواہی ہے۔ جتنا بڑا ہندو لیڈر ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ وہ ناستک بننے کی کوشش کریگا۔ جوں جوں اس کا درجہ بڑھتا جائے گا۔ وہ ویدوں کو جواب دیتا جائے گا۔ شاستروں کو جواب دیتا جائے گا۔ اور آخری منزل پر پہنچ کر شاید ایشور کو بھی جواب دینا مناسب سمجھ لیا جائے۔ اس سے بڑھ کر قابل افسوس بات یہ ہے۔ کہ ان باتوں کو فراخدلی اور آزاد خیالی کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی اور جاتی کے پرخچے اڑا دینے والے جتنے کام ہیں۔ ان کو کرنا فخر خیال کیا جاتا ہے۔ ویدوں کو الہامی ماننا۔ سدھانتوں پر چٹان کی طرح کھڑے رہنا دقیانوسی سپرٹ سمجھی جاتی ہے اور اسے تنگدلی کا اور غلامانہ ذہنیت کا نام دیا جاتا ہے۔ مجھے ہندو جاتی کے انتشار کی سب سے بڑی وجہ یہی نظر آتی ہے۔ بتلاؤ تو سہی ہندوؤں کے لئے کوئی مرکز چھوڑا بھی گیا ہے۔ جس کے ارد گرد وہ جمع ہوں۔ یا آزاد خیالی یا مادر پدر آزادی کے طوفان میں سب کچھ غرق کر دیا گیا ہے کتنے ہی ہندو لیڈر گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کیلئے لنڈن پہنچے۔ لیکن کسی کے متعلق یہ سننے میں نہیں آیا۔ کہ کوئی شخص وید کا پستک ساتھ لے گیا ہو۔ اور اسے تختہ جہاز پر یا لنڈن کے ہوٹلوں میں وید منتر پڑھتے ہوئے دیکھا یا سنا گیا ہو۔ اس کے برعکس مسلم لیڈروں کو لیجئے۔ قریباً ہر ایک مسلمان لیڈر کے پاس قرآن موجود تھا۔ اور وہ ہر روز اس کا مطالعہ کرتے تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر ہندو لیڈر واپس آئے۔ اور اپنی اپنی کوٹھیوں میں چلے گئے۔ لیکن ان ہندو لیڈروں کے لئے چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے ایک شمع ہدایت دکھلائی ہے اور ہندو لیڈروں کو تبلایا ہے۔ کہ قوت ایمان اور اپنے مذاہب کی محبت ہی اونچا اور بلند کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب ۱۹ جنوری کو جہاز سے اترے۔ اور ایک دن ہی رہ کر وہاں سیدھے ۲۲ جنوری کو قادیان جا پہنچے۔ اس کے متعلق جو روئداد الفضل نے لکھی۔ وہ یہ ہے۔ کہ

"احمدیہ چوک میں موٹر سے اتر کر مسجد مبارک میں نفل پڑھے پھر مقبرہ بہشتی میں دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاں کھانا کھایا۔ اور تین بجے کی گاڑی سے لاہور تشریف لے گئے"

گویا چودھری صاحب نے لنڈن سے واپسی پر سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ اپنے "دار الامان" میں پہنچے۔ اور وہاں مسجد میں پہنچ کر اپنا فرض ادا کیا۔ اسے کہتے ہیں قوت ایمان اور یہی چیز ہے۔ جو مسلمانوں کو منظم کر رہی ہے۔ لیکن ہندوؤں میں جیسے ان کے لیڈر ویسے یہ خود۔ نہ لیڈروں کو دھرم کا خیال ہے۔ نہ عوام کو۔ ذرا کوئی ہندو پالیٹکس کی طرف جھکتا ہے۔ تو وہ سب سے پہلے دھرم اور دھارمک عقیدوں کے خلاف جہاد کرنا اپنا فرض سمجھ لیتا ہے۔ چاہے کوئی کانگرسی ہو۔ یا غیر کانگرسی۔ ہندو سبھائی ہو۔ یا قوم پرست ہر ایک ہندو اور ہندو لیڈر کو مسلم لیڈروں میں کسی نے نہیں تو چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے جو مثال پیدا کی۔ اسے دیکھ کر یقیناً ہر ہندو لیڈر شرمندہ ہو رہا ہوگا ؛

حج بدل

اگر کوئی دوست حج بدل کرانا چاہیں۔ تو میرے پاس ایک مخلص عرب صاحب موجود ہیں۔ وہ اس کو بڑی خوبی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ ضرورت مند مجھ سے خط و کتابت کریں۔ نیز جو احباب اس سال حج کیلئے جانا چاہیں۔ وہ مجھے اطلاع دیں۔ میں نے ان کے ساتھ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے ؛

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

۱ محمد صدیق صاحب انبالہ شہر
۲ احمد خان صاحب ضلع جہلم
۳ محمد نذیر صاحب " گوجرانوالہ
۴ ولایت خان صاحب " "
۵ غلام رسول صاحب " جہلم
۶ علی شیر خان صاحب " جالندھر
۷ شاہ مسکین احمد صاحب ضلع گیا صوبہ بہار
۸ شیخ اللہ رکھا صاحب " بھاگل پور
۹ غلام محمد صاحب " جہلم
۱۰ چوہدری محمد ابراہیم صاحب لاہور
۱۱ علی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۲ رحیم بخش صاحب "
۱۳ نظام الدین صاحب "
۱۴ عالم خان صاحب " کیمل پور
۱۵ محمد دین صاحب راولپنڈی
۱۶ سردار خان صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۷ غلام محمد صاحب " سرگودہا
۱۸ سلطان محمود صاحب میانوالی
۱۹ عبد اللطیف صاحب لاہور
۲۰ چوہدری غلام حسین صاحب ضلع شیخوپورہ
۲۱ عبد اللہ صاحب " جالندھر
۲۲ عبد العزیز صاحب " "
۲۳ چراغ محمد صاحب " "
۲۴ عبد الغنی صاحب جموں
۲۵ سردار خان صاحب ضلع سیالکوٹ
۲۶ خوشی محمد صاحب " جالندھر
۲۷ عباس خان صاحب " جہلم
۲۸ احمد صاحب " سیالکوٹ
۲۹ محمد اسماعیل صاحب " گورداسپور
۳۰ راجہ خان صاحب " گجرات
۳۱ اللہ دتا صاحب " "
۳۲ فیض محمد صاحب " سیالکوٹ
۳۳ کریم بخش صاحب " "
۳۴ غلام حسین صاحب " گورداسپور
۳۵ روشن دین صاحب "
۳۶ ہدایت اللہ صاحب ضلع گورداسپور
۳۷ قائم علی صاحب " "
۳۸ قمر الدین صاحب شاہجہانپور
۳۹ خدا بخش صاحب راولپنڈی شہر
۴۰ عبد الغنی صاحب ضلع راولپنڈی
۴۱ سردار صاحب " گورداسپور
۴۲ احمد دین صاحب " "
۴۳ اللہ دتا صاحب " شیخوپورہ
۴۴ محمد بخش صاحب " "
۴۵ صدر الدین صاحب " "
۴۶ حیات محمد صاحب " "
۴۷ ملک بشیر احمد صاحب " سیالکوٹ
۴۸ چوہدری فتح دین صاحب " گجرات
۴۹ فضل دین صاحب " "
۵۰ سردار صاحب " گورداسپور
۵۱ رستم علی خان صاحب " شاہجہانپور
۵۲ عبد المجید صاحب ضلع گورداسپور
۵۳ مہدی خان صاحب " جہلم
۵۴ جلال دین صاحب " گوجرانوالہ
۵۵ غلام اکبر خان صاحب پشاور
۵۶ غلام حیدر صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۷ محمد شفیع صاحب " "
۵۸ بشیر احمد صاحب " "
۵۹ محمد عبد اللہ صاحب " "
۶۰ عطاء اللہ صاحب " "
۶۱ محمد صادق صاحب " "
۶۲ شریف احمد خان صاحب " کانگڑہ
۶۳ عزیز احمد خان صاحب " "
۶۴ حفیظ اللہ خان صاحب " "
۶۵ محمد رمضان صاحب " "
۶۶ عمر الدین خان صاحب " "
۶۷ محمد الدین صاحب " گجرات
۶۸ غلام مرتضیٰ صاحب " "
۶۹ عبد الغنی صاحب " "
۷۰ راجہ خان صاحب " "
۷۱ محمد اسحاق صاحب ضلع شاہ پور
۷۲ محمد شریف صاحب " "
۷۳ دوست محمد صاحب " "
۷۴ نور عالم صاحب " "
۷۵ محمد امین صاحب " "
۷۶ عبد الرحیم صاحب " "
۷۷ فضل کریم صاحب " "
۷۸ مشتاق احمد صاحب " "
۷۹ امیر احمد صاحب " لائل پور
۸۰ فیروز صاحب " "
۸۱ کرم الدین صاحب " فیروز پور
۸۲ مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب ولد مرزا سلطان محمد بیگ صاحب پٹی ضلع لاہور
۸۳ مرزا ارشد بیگ صاحب پٹی " "
۸۴ محمد اسلم صاحب بہاول پور
۸۵ منور حسین صاحب "
۸۶ اللہ ودھایا صاحب ضلع مظفر گڑھ
۸۷ حبیب الرحمن صاحب اٹاوہ
۸۸ عبد الرحیم صاحب جہلم
۸۹ میاں عبد اللہ صاحب پونچھ
۹۰ عبد الغفور صاحب ضلع لودھیانہ
۹۱ میاں محمد دین صاحب علاقہ پونچھ
۹۲ میاں عالم دین صاحب "
۹۳ محمد یار صاحب بہاول پور
۹۴ الہ دین صاحب علاقہ پونچھ
۹۵ غلام احمد صاحب "
۹۶ میاں بہادر صاحب "
۹۷ محمد اصغر صاحب جہلم
۹۸ حاجی نور احمد صاحب ضلع ملتان
۹۹ غلام احمد صاحب " "
۱۰۰ گلزار احمد صاحب " "
۱۰۱ اللہ بخش صاحب " "
۱۰۲ حیات محمد صاحب " "
۱۰۳ شیخ عبد المجید صاحب چنیوٹ
۱۰۴ محمد داؤد صاحب "
۱۰۵ بشیر احمد صاحب ضلع جھنگ
۱۰۶ اللہ وسایا صاحب " ملتان
۱۰۷ اللہ بخش صاحب " جھنگ
۱۰۸ غلام نبی صاحب " منٹگمری
۱۰۹ عطا محمد صاحب " ملتان
۱۱۰ اللہ دتا صاحب " منٹگمری
۱۱۱ غلام حسین صاحب " ملتان
۱۱۲ ملک غلام محمد صاحب " کیمل پور
۱۱۳ برکت اللہ صاحب " گوجرانوالہ
۱۱۴ فضل محمد صاحب کپور تھلہ
۱۱۵ عبد الرب صاحب "
۱۱۶ محمد خان صاحب ضلع لودھیانہ
۱۱۷ محمد حسین صاحب ریاست پٹیالہ
۱۱۸ غلام محمد صاحب ریاست کپور تھلہ
۱۱۹ چراغ محمد صاحب "
۱۲۰ دین محمد صاحب "
۱۲۱ خوشی محمد صاحب "
۱۲۲ غلام قادر صاحب سرگودہا
۱۲۳ ابراہیم صاحب ریاست کپور تھلہ
۱۲۴ برکت علی صاحب "
۱۲۵ شیر زمان صاحب ضلع راولپنڈی
۱۲۶ محمد اکبر صاحب نئی دہلی
۱۲۷ محمد حسین صاحب لودھیانہ
۱۲۸ پیر بخش صاحب گجرات
۱۲۹ مولوی محمد شفیع صاحب ضلع منٹگمری
۱۳۰ غلام حسین صاحب " گجرات
۱۳۱ نواب الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۲ عنایت اللہ صاحب " گوجرانوالہ
۱۳۳ مہر الدین صاحب " گجرات
۱۳۴ سخی محمد صاحب " "
۱۳۵ مستری عبد الکریم صاحب " "
۱۳۶ محمد حیات صاحب " "
۱۳۷ رمضان صاحب " "
۱۳۸ اللہ دتا صاحب " "
۱۳۹ عبد الرحمن صاحب
۱۴۰ نور حسین صاحب ریاست بہاولپور
۱۴۱ احمد دین صاحب ضلع گجرات
۱۴۲ عبد الرحیم صاحب " لائل پور
۱۴۳ محمد اقبال صاحب " سیالکوٹ
۱۴۴ عبد اللہ جان صاحب پشاور
۱۴۵ نور دادا صاحب ضلع گجرات
۱۴۶ احمد دین صاحب " "
۱۴۷ محمد احمد صاحب " "
۱۴۸ احمد الدین صاحب " "
۱۴۹ غلام قادر صاحب " گورداسپور
۱۵۰ نبی بخش صاحب " گجرات
۱۵۱ نصر اللہ صاحب " لائل پور
۱۵۲ رحمت اللہ صاحب ضلع جالندھر
۱۵۳ مظفر احمد صاحب " لائل پور
۱۵۴ نصر اللہ خان صاحب " "
۱۵۵ ثناء اللہ صاحب " "
۱۵۶ منشی حاجی احمد صاحب " گجرات
۱۵۷ اللہ دتا صاحب " "
۱۵۸ نصر اللہ صاحب " "
۱۵۹ شادی صاحب ریاست کپور تھلہ
۱۶۰ شاہ محمد صاحب "
۱۶۱ فضل حق صاحب "
۱۶۲ سید غوث علی شاہ صاحب ضلع گجرات
۱۶۳ میراں بخش صاحب " "
۱۶۴ نور احمد صاحب ریاست کپور تھلہ
۱۶۵ حبیب الرحمن صاحب ضلع ہزارہ
۱۶۶ قادر بخش صاحب " امرتسر
۱۶۷ مختار علی صاحب " امرتسر
۱۶۸ محمد قاسم صاحب ریاست پونچھ
۱۶۹ چوہدری فرید خان صاحب ضلع امرتسر
۱۷۰ سید غلام رسول صاحب " گورداسپور
۱۷۱ محمد حسین صاحب " گجرات
۱۷۲ عبد الرحمن صاحب " گورداسپور
۱۷۳ بگا صاحب " گجرات
۱۷۴ عبد المجید صاحب گوجرانوالہ
۱۷۵ احمد دین صاحب ضلع گجرات
۱۷۶ چوہدری اللہ دتا صاحب " گورداسپور
۱۷۷ خواجہ غلام نبی صاحب ریاست پونچھ
۱۷۸ محمد شفیع صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۷۹ دین محمد صاحب " "
۱۸۰ مہر دین صاحب " "
۱۸۱ فتح محمد صاحب " لائل پور
۱۸۲ چوہدری مہر دین صاحب " "

(باقی)

وصیتیں

نمبر ۳۷۵۷:۔ میں مسمی غلام جیلانی خاں ولد چوہدری شاہ الدین خاں قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال ساکن بنام ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۳۲ ۱۱ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد اس وقت۔ میرا گذارہ اس وقت ملازمت کے ذریعہ تنخواہ پر ہے جو تقریباً للعہ روپے ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا۔ علاوہ ازیں پانصد چالیس روپے میری زرخرید جائداد ہے اس کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک انجمن ہوگی۔

البتہ جو رقم یا روپیہ میں ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر زندگی میں ادا کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد:۔ غلام جیلانی خاں احمدی موصی بقلم خود
گواہ شد:۔ حکیم عمرالدین بقلم خود احمدی۔ گواہ شد:۔ رحمت اللہ سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ بقلم خود۔

نمبر ۳۷۶۴:۔ میں مسمی غلام قادر مشرق ولد محمد مشتاق قوم شیخ پیشہ اگریتی عمر ۲۴ سال سکنہ بنگلور خاص تحصیل و ضلع خاص بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ اسی ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی اوسطاً ۵۰/- روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ غلام قادر مشرق عرف جی ایم صاحب جان گواہ شد:۔ میر کلیم اللہ احمدی۔ گواہ شد:۔ کے۔ ایم اسماعیل احمدی امرتسر۔

نمبر ۳۷۵۹:۔ میں مسمی مستری عبدالقادر ولد مستری کرم الٰہی قوم لوہار پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال ساکن کلاسوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۳۲ ۱۱ وصیت کرتا ہوں کہ میری اس وقت جائداد حسب ذیل ہے ایک ٹکڑہ زمین سکنی جس کا رقبہ تخمیناً ۲۵ × ۱۶ فٹ ہے جو موضع کلاسوالہ میں ہے اس کی قیمت موجودہ نرخ کے حساب سے ۲۰۰ روپے ہے میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ للعہ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔

کہ جو میری جائداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی مذکورہ بالا انجمن ہو۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط
العبد:۔ مستری عبدالقادر بقلم خود حال ملازم اٹک آئل کمپنی
گواہ شد:۔ محمد رشید امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔
گواہ شد:۔ ایم۔ اے۔ ایاز انسپکٹر راولپنڈی

نمبر ۳۷۷۴:۔ میں مسمی محمد شفیع ولد میاں رکن الدین قوم کھوکھر پیشہ لوہار عمر تخمیناً ۲۵ سال ساکن جا سکے چھمبیاں (حال راولپنڈی) ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت آج مورخہ ۹/۳۲ ۲۷ کو کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔
(۱) ایک مکان پختہ دو منزلہ تقریباً نصف کنال رقبہ کا جو نیا محلہ شہر راولپنڈی میں واقعہ ہے۔ اور جس کی موجودہ قیمت تخمیناً چار ہزار روپیہ ہے۔ اس میں ہم چار بھائی شریک ہیں یہ مکان اس وقت ۲۰۰۰/- ہزار روپیہ میں رہن ہے۔
(۲) تین مکان رہائشی (دو پختہ اور ایک کچا) اور ایک دکان کچی موضع جا سکے چھمبیاں میں واقعہ ہے۔ اس میں بھی ہم چاروں بھائی شریک ہیں۔ اس جائداد کی موجودہ قیمت تقریباً ۳ ہزار ہے
(۳) ایک رقبہ زمین تعدادی اندازاً تین کنال متصل مسجد لوہاراں موضع جا سکے چھمبیاں میں واقع ہے یہ جائداد ہمارے دادا کے وقت سے اس کی اولاد میں مشترکہ چلی آتی ہے۔ جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ اس میں میرا آٹھواں حصہ بنتا ہے۔ اس رقبہ زمین کی قیمت اندازاً ۱۰۰/- روپیہ ہے۔ مندرجہ بالا تمام جائداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔
(۴) میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت اندازاً تیس روپیہ ماہوار ہے۔ جو میں اپنے لوہارکاروبار سے کماتا ہوں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کے قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ فقط۔

العبد:۔ محمد شفیع کھوکھر بھوڑی والا بازار۔ راولپنڈی مورخہ ۹/۳۲ ۲۷
گواہ شد:۔ ایم۔ اے۔ ایاز انسپکٹر وصایا
گواہ شد:۔ محمد رشید امیر جماعت احمدیہ بقلم خود۔ راولپنڈی

نمبر ۳۵۲۳:۔ میں مسمی حبیب احمد ولد عبدالغفار قوم شیخ پیشہ کتابت عمر ۳۴ سال سکنہ بریلی ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی آج مورخہ ۸/۳۱ ۱۵ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت آمدنی ۴۰/- روپیہ ماہوار ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی دیگر آمد بھی ہو تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرونگا۔ میری جائداد منقولہ اس وقت کوئی نہیں۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو صدر انجمن کو اختیار ہوگا کہ اس جائداد کے دسویں حصہ پر قابض ہو۔ المرقوم۔ ۱۵ اگست ۱۹۳۱ء
العبد:۔ حبیب احمد کاتب بقلم خود لکشمی آرٹ سٹیم پریس پشاور
گواہ شد:۔ غلام مصطفٰے صادق کلرک دفتر ڈی۔ اے۔ ڈی اور۔ ایس۔ پشاور۔ گواہ شد:۔ عبدالمجید احمدی سب انسپکٹر دفتر انسپکٹر جنرل پولیس پشاور۔

ایک گمشدہ کی تلاش

حسب ذیل اعلان ایک سکھ صاحب نے اس امید پر اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اپنی مسلمہ ہمدردی اور فیض رسانی کے رو سے اس کی طرف خاص توجہ کریگی۔ جہاں تک ممکن ہو۔ احباب اس لڑکے کی تلاش میں امداد فرمائیں۔ اعلان حسب ذیل ہے:۔
میں آپ کی جماعت کی ہمدردی اور حسن سلوک سن چکا ہوں۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر آپ کی جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا لڑکا شبدیو سنگھ عمر ۱۷ سال۔ رنگ گورہ سر پر کیس نہیں تھے۔ بلکہ انگریزی فیشن کے بال تھے۔ اس کے بازو پر اس کا نام لکھا ہوا ہے۔ چہرہ کھلا۔ دانت ذرا موٹے۔ مجھ سے جدا ہوئے اس کو ۳ سال ہوئے ہیں۔ کلکتہ سے اس کا خط آیا تھا پھر کوئی خبر نہیں ملی۔ پتہ دینے والے صاحب کا شکریہ ادا کردوں گا۔ ننگا را سنگھ ترکھان کاٹی شاپ ڈیوک جنٹ سپلائی کمپنی

ردِ فضیلت مسیح

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت مسیح کو جن دلائل کے رو سے عیسائی صاحبان فضیلت دیا کرتے ہیں۔ ان کا نہایت معقول رد مندرجہ بالا نام کے رسالہ میں ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے نے کیا ہے۔ رسالہ بہت مفید ہے:

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مدراس لیجسلیٹو کونسل میں ۲۶ جنوری چند نامعلوم اشخاص نے وزیٹر گیلری سے جلتے ہوئے پٹاخے پھینکے۔ اور گاندھی جی کی جے کے نعرے بلند کئے۔ ادھر ادھر چند پمفلٹ بھی گرائے جو بیان کیا جاتا ہے کہ کانگرس انڈی پینڈنٹ پارٹی نے جاری کئے ہیں۔ اس واقعہ سے ہاؤس میں سنسنی پھیل گئی اور صدر نے اجلاس لنچ کے لئے ملتوی کر دیا۔ اس سلسلہ میں کھدر میں ملبوس سات اشخاص گرفتار کئے گئے۔

آسام بہار۔ برما۔ یو۔پی۔ پنجاب اور مدراس میں بہت سے مقامات پر چھاپے مار کر پولیس نے ۴۸ نوجوانوں کو گرفتار کیا ہے۔ جن سے اسلحہ جات گولی بارود اور دیگر قابل اعتراض چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ صرف کلکتہ سے ۲۵ نوجوان گرفتار کئے گئے ہیں۔ اطلاع ہے کہ ان کے خلاف عنقریب سازش کا مقدمہ چلایا جائیگا۔؎

پنڈت مدن موہن مالویہ مارچ کے دوسرے ہفتہ میں کانگرس کا سالانہ اجلاس منعقد کرنے کے لئے انتظامات کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ ہند کے دفتر اصلاحات کی طرف سے ۲۶ جنوری کو اعلان ہوا ہے کہ گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس کی کارروائی ۳۱ جنوری کی صبح کو بیک وقت انگلستان اور ہندوستان میں شائع ہو جائیگی۔ اس کی کاپیاں مینجر سنٹرل پبلیکیشن برانچ کلکتہ سے مل سکیں گی۔

ڈاکٹر بھراسن کا بل جسے اسمبلی میں پیش کرنے کا مسٹر راما آئر نے نوٹس دیا ہے۔ اس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وائسرائے اسے پیش کرنے کی اجازت دے دینگے۔ لیکن اس پر زور دیں گے کہ اسے رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔

انگلستان اور ہندوستان کے درمیان ٹیلیفون کا جو سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ پونا سے ۲۴ جنوری کی اطلاع ہے کہ وہ ابھی چند ہفتے اور جاری نہیں ہو سکیگا۔ امید کی جاتی ہے کہ جب سروس باقاعدہ شروع ہوگی۔ تو تین منٹ باتیں کرنے کے لئے ۷۵ روپے خرچ کرنے پڑینگے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برطانوی پوسٹ آفس اس وقت تک پبلک کے لئے یہ سلسلہ کھولنے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک اسے یقین نہ ہو جائے کہ سروس بالکل مکمل ہو گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔

سر ایلفرڈ واٹسن نے ۲۵ جنوری لنڈن میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسٹر گاندھی سب سے زیادہ رجعت پسندانہ طاقت ہیں۔ ان کی پالیسی بدترین قسم کی ترقی معکوس ہے اور اس کا صرف ایک ہی نتیجہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ فاقہ کشی سے ہندوستان کی آدھی آبادی کا خاتمہ ہو جائے۔

ہرہائی نس بیگم صاحبہ رامپور نے اپنے ذاتی مصارف میں ۲ ½ لاکھ روپے کی تخفیف کر دی ہے۔ آپ اس روپیہ کو لڑکیوں کی تعلیم پر خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ نوعمر ولیعہد رامپور نے بھی اپنی والدہ صاحبہ کی تقلید میں ذاتی اخراجات میں ۵۰ فیصدی کے قریب کمی کر دی ہے تاکہ یہ روپیہ رام پور کے بچوں کی تعلیم پر خرچ کیا جائے۔ بہت قابل تعریف مثال ہے۔

آل انڈیا سناتن دھرم مہا سبھا کا اجلاس اچھوت ادھار کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ۲۵ جنوری الہ آباد میں پنڈت مالویہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ایک سو سناتنی پنڈتوں نے اس میں شرکت کی۔ پنڈت مالویہ نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا یہ فیصلہ کرنا ودوان پنڈتوں کا کام ہے کہ آیا شاستروں میں نام نہاد اچھوتوں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں یا نہیں اور اگر کی گئی ہیں تو آیا ان پابندیوں کو جاری رکھا جائے یا اب ختم کر دیا جائے۔ تقریر کے بعد اجلاس دوسرے دن پر ملتوی ہوا۔

قدسیہ باغ دہلی میں ڈیوٹی پر کھڑے ہوئے ایک کانسٹیبل سے ریوالور چھیننے کی کوشش کے الزام میں تین نوجوانوں پر مقدمہ چل رہا تھا۔ ۲۶ جنوری سشن جج نے ایک کو سات سال قید بامشقت اور دو کو پانچ پانچ سال قید محض کی سزا دی۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ اس کے بعد ملزم دو سال تک پولیس کی نگرانی میں رہیں۔

بمبئی میں ۲۵ جنوری ایک مربع میل کے علاقہ میں آگ لگ گئی۔ اور قریبًا چار سو مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ فائر بریگیڈ کے ذریعہ ایک گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پا لیا گیا۔؎

علامہ اقبال نے ۲۵ جنوری میڈرڈ کی یونیورسٹی میں مغلیہ ہندوستان اور موری ہسپانیہ کا تمدنی امتزاج کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ ۲ فروری کو وینس سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

مہاراجہ الور نے وائسرائے سے درخواست کی ہے کہ انہیں ایک تجربہ کار برطانوی افسر کی خدمات عطا کی جائیں تاکہ اسے ریاست کا انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کیا جا سکے۔

مسٹر سبھاش چندر بوس نے بحالی صحت کے لئے یورپ جانا منظور کر لیا ہے۔ وسط فروری تک روانگی کے انتظامات عمل میں آجائیں گے۔

سزائے موت کی تنسیخ کے لئے سر گیا پرشاد سنہا ۹ فروری کو اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے والے ہیں۔

مجلس قانون ساز سرحد کے آئندہ اجلاس منعقدہ ۹ مارچ کے متعلق انڈی پنڈنٹ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر مسٹر پیر بخش نے گورنر جنرل کو درخواست دی ہے کہ ان کے مسودہ قانون برائے انسداد بدکاری کو کونسل میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ خان عبدالغفار خان نے بھی کٹوتی تجاویز کا نوٹس دیا ہے۔ جن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ آبیانہ میں مستقل طور پر ایک چوتھائی تخفیف کر دی جائے نیز سرکاری محکموں میں جو بدنظمی پھیلی ہوئی ہے اس کا خاتمہ کیا جائے۔

چینی و جاپانی قضیہ کے متعلق مجلس وزراء کا ایک خاص جلسہ ۲۵ جنوری ٹوکیو میں منعقد ہوا۔ وزیر خارجہ نے بتایا کہ مجلس اقوام مفاہمت کی کوششوں سے دستبردار ہو گئی ہے لہذا ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی خاص فیصلہ کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ کابینہ نے فی الحال اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا ہے اگر جاپان پر دیگر معاہدوں کو توڑنے اور سرحدیں غاصبانہ طور پر گھس جانے کا الزام لگایا گیا۔ تو وہ مجلس اقوام سے علیحدگی اختیار کر لیگا۔

عالمگیر اقتصادی کانفرنس جنیوا کی مجلس منتظمہ نے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کو فرائض صدارت انجام دینے کی دعوت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

الہ آباد سے ۲۶ جنوری کی اطلاع ہے کہ چھوت چھات کے خلاف گاندھی جی کی تحریک پر بحث و مباحثہ کے ضمن میں ۲۴ جنوری بعض کٹر ہندوؤں میں فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔

گول میز کانفرنس میں ریزرو بنک کے قیام اور اس کے متعلق استصواب رائے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریزرو بنک بل اسمبلی کے آئندہ اجلاس شملہ میں پیش ہوگا اور اس موضوع پر پہلے استصواب رائے کر لیا جائیگا۔؎

گاندھی جی نے اب پھر چرخہ چلانا شروع کر دیا ہے کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ کہنی کے درد کی وجہ سے اس میں وقفہ پڑ گیا تھا۔؎

بڑودہ کی ریاستی اسمبلی میں بعض بل پیش کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک کا مقصد اس قسم کی شادیوں کا انسداد کرنا ہے جن میں لڑکے اور لڑکی کی عمر میں بہت فرق ہوتا ہے۔ دوسرا بل اس بات کے متعلق ہے کہ ہندوؤں کو آپس میں کسی کسی رشتہ میں شادی کرنے کی ممانعت ہونی چاہیئے۔ تیسرے بل میں ناجائز بچوں کے حقوق وراثت کا تعین کیا گیا ہے۔

صدر جمہوریہ فرانس نے اپنے ملک کی مالی مشکلات کو دیکھتے ہوئے اپنی

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی